منکرینِ خرقِ عادت کا آیاتِ قرآنیہ سے ضعفِ استدلال

علامہ اصغر علی روحی

منکرینِ خرقِ عادت نے قرآنِ مجید کی جن آیات سے یہ استدلال کیا ہے کہ آیاتِ قرآنیہ سے خرق عادت کی نفی ہوتی ہے گو حسب موقعہ بخوبی اس کا ابطال ہو چکا ہے مگر میں ذرا زیادہ تفصیل سے اس موقعہ پر ان آیات کے متعلق بحث کرنا چاہتا ہوں ناظرین خوب غور سے کام لیں (کیونکہ عموماً علوم عربیہ سے ناواقف اصحاب منکرین کی فلسفی تقریروں پر تعجب کر کے ان کے ساتھ متفق ہو جاتے ہیں حالانکہ حقیقت حال کچھ اور ہوتی ہے۔) حق کی پیروی کرنا تو الٰہی توفیق پر منحصر ہے مگر علمائے امت کا کام اتمام حجت ہے اور جو شخص خود علم نہیں رکھتا یا اپنے معتقدات سے ہٹنا نہیں چاہتا اسے اپنے ایمان کی فکر کرنا چاہئے۔ سید صاحب اپنی تفسیر میں حسب ذیل خیال ظاہر فرماتے ہیں:۔

''اور اس کا ثبوت خود قرآن مجید سے پایا جاتا ہے جہاں خدا نے آنحضرت ﷺ سے فرمایا۔'' قالوا لن نؤمن لک حتی تفجرلنا من الارض ینبوعا اوتکون لک جنة من نخیل وعنب فتفجر الانهار خلالها تفجیرا اوتسقط السماء کمازعمت علینا کسفا اوتاتی بالله والملائکة قبیلا اویکون لک بیت من زخرف اوترقی فی السماء.ولن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتابانقرؤه قل سبحان ربی هل کنت الابشرارسولا (اور خدا نے فرمایا) ومامنعناان نرسل بالآیات الاان کذب بهاالاولون (سید صاحب یوں ترجمہ کرتے ہیں) کافر کہتے ہیں ہم تجھ پر ایمان نہیں لائینگے جبکہ تو زمین کو پھاڑ کر ہمارے لئے چشمے نہ نکالے یا تیرے پاس کھجور اور انگور کا باغ نہ ہو جس کے بیچ میں تو بہتی ہوئی نہریں نہ نکالے زور سے بہتی ہوئی یا تو ہم پر آسمان کے ٹکڑے نہ ڈالے یا خدا اور فرشتوں کو اپنے ساتھ نہ لاوے یا تیرے لئے کوئی مزین گھر نہ ہو یا تو آسمان پر چڑھ نہ جائے اور ہم تو تیرے منتر پر ہرگز ایمان نہیں لائینگے جب تک کہ ہم پر ایسی کتاب نہ اترے جو ہم پڑھ لیں۔ تو ان سے کہہ دے کہ پاک ہے میرا پروردگار میں تو کچھ نہیں ہوں مگر رسول،،۔ اور دوسری آیت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ کہ نہیں روکا ہم کو آیات کے بھیجنے سے مگر یہ کہ جھٹلایا ان کو اگلوں نے،، (اور ان ہر دو آیت سے آپ یہ استدلال کرتے ہیں کہ کوئی معجزہ پیغمبر خدا ﷺ سے نہیں ہوا)۔

ہم مجملاً اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ 'سبحان ربی هل کنت الابشرارسولا ،، کو ہی ہم دلیل معجزہ گردانتے ہیں کما سیاتی۔ مگر پہلے ناظرین پر سید صاحب کی عربی دانی کی استعداد کو ظاہر کرنا واجب

☆عش حیاة البساطة وایاک والرفاهیة والاسراف والبذخ،فکلماترفه الجسم تعقدت الروح ☆

جانتے ہیں کیونکہ عربی نہ جاننے والے ان کے ترجمے کی غلطیوں سے واقف نہیں ہو سکتے۔

(۱) ینبوع لفظ واحد ہے جس کے معنی چشمہ کے ہیں۔سید صاحب نے چشمے بصیغہ جمع ترجمہ کیا ہے۔کوئی کہہ سکتا ہے کہ اصل مضمون میں اس غلطی سے کچھ اثر نہیں ہوسکتا۔مگر یہ جواب بالکل لغو ہے لفظ لفظ کے ترجمہ کی غلطی سے مضمون میں زمین وآسمان کا فرق پیدا ہو جاتا ہے۔

(۲) رقی مصدر بمعنی چڑھنا کا ترجمہ سید صاحب منتر کرتے ہیں۔غالباً آپ نے رقیہ بمعنی افسوں سمجھا ہے۔صراح میں ہے رقی برآمدن برنردبان۔یقال رقیت فی السلم رقیاورقیاارتقامثلہ۔

علم لغت کی ناواقفی کا نتیجہ ہے کہ ایسے صریح لفظ کا آپ کو پتہ نہیں لگا۔

(۳) کمازعمت کا بالکل ترجمہ چھوڑ ہی دیا۔یعنی تو آسمان کے ٹکڑے ڈالے جیسا کہ تو کہتا ہے چونکہ یہ الفاظ اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر علیہ السلام کے نزدیک بھی مثل تمام انبیاء علیہم السلام کے آسمان ایک ایسی مجسم چیز ہے جس کے ٹکڑے گر سکتے ہیں اور آپ بفضل خدا وجود آسمان کے محض بہ تقلید ملحدان یوروپ منکر ہیں لہذا آپ نے یہی بہتر سمجھا کہ ان الفاظ کا ترجمہ چھوڑ ہی دیا جائے۔بھلا اس دیانتداری کا کوئی ٹھکانا ہے؟

(۴) تنزل علینا جو متعدی ہے اور جس کے معنی تو ہم پر اتار لائے ہیں اس کو فعل لازم سمجھا اور ترجمہ تو ہم پر اترے،، سمجھا علم صرف کی معمولی بات کو آپ نہیں جانتے اور بوجہ ناواقفیت علم نحو یہ بھی خیال نہ آیا کہ لفظ کتابا مفعول پڑا ہے جو فعل متعدی کو چاہتا ہے۔

(۵) لفظ قبیلا کا ترجمہ بالکل چھوڑ دیا۔

ناظرین یہیں سے قیاس کر سکتے ہیں کہ جو شخص عربی زبان سے اس قدر ناواقف ہے وہ استدلال کیا خاک کریگا؟

اب میں سید صاحب کی وجہ استدلال کو بیان کرتا ہوں۔سید صاحب فرماتے ہیں کہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا مگر حاشا وکلا۔بلکہ میں نہایت وثوق کے ساتھ بخدائے لم یزل یہ بات کہتا ہوں کہ ان آیات سے ہرگز نفی صدور معجزات کا مفہوم ظاہر نہیں ہوتا۔ایک موٹی سی بات ہے کہ خاص کی نفی سے عام کی نفی لازم نہیں آیا کرتی۔اگر کوئی کہہ دے کہ فلاں مجلس میں زید موجود نہیں تھا تو اس سے ہرگز یہ بات نہیں نکل سکتی کہ وہاں کوئی آدمی بھی موجود نہیں تھا۔آیت زیر بحث میں اگر کفار کی استدعا پر وہ خرق عادات جن کی وہ اخواہش آیت مذکورہ بالا میں کرتے ہیں وقوع میں نہیں آئے تو اس سے کہاں یہ بات نکلتی ہے کہ اور کوئی خرق عادت بھی وقوع میں نہیں آیا؟ دراصل یہ آیت پادریوں نے گاہ وبیگاہ اعتراض کی صورت میں پیش کی ہے اور اب بھی کیا کرتے ہیں۔سو سید

☆حافظ علی اذکار المناسبات،فانھا حفظ لک وصیانۃ ،وفیھا من السدادوالارشاد ما یصلح بہ یومک.☆

صاحب نے انہیں کی کاسہ لیسی کی ہے مگر

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی - کایں راہ کہ تو میروی بترکستان است

ہاں یہ امر قابل بحث باقی رہا کہ کفار کی اس استدعا پر ان معجزات کا کیوں وقوع نہ ہوا؟ ہم پیچھے لکھ آئے ہیں کہ معجزات دو قسم کے ہیں۔اقتراحیہ جو کسی مخالف کی استدعا پر واقع ہوا کرتے ہیں اور غیر اقتراحیہ جو بلا کسی استدعا کے بطور عادۃ اللہ نبی کے ہاتھ پر صادر ہوتے ہیں۔اقتراحیہ معجزات بوجہ مصلحت عدم ہلاکت قوم عموماً خداوند کریم ظاہر نہیں فرماتا کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم میں یہ بات ہوتی ہے کہ معجزہ کے دیکھنے پر بھی یہ لوگ ایمان نہیں لائینگے چنانچہ ایک موقع پر فرماتا ہے۔وما یشعرکم انھا اذا جاء ت لایومنون،،۔یعنی تمہیں کیا معلوم ہے کہ یہ لوگ معجزہ دیکھ کر بھی ایمان نہیں لائینگے؟ اور اگر ان کی استدعاء پر معجزہ واقع ہوجاتا تو چونکہ وہ لوگ بالفاظ ’’واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاء تھم آیۃ لیؤمنن بھا،،۔خدا سے پیمان کر چکے تھے اس لئے اس عہد شکنی سے ان پر عذاب کا نازل ہونا قطعی ہوجاتا جس طرح صالح علیہ السلام کی قوم نے عہد شکنی پر اپنے تئیں عذاب الٰہی کا مورد بنایا اور ایسی عہد شکنی پر عذاب کا نازل ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے چنانچہ مسیح علیہ السلام سے جب آسمانی دسترخوانوں کی استدعا کی گئی تو خدا نے کہا کہ اے مسیح !ان لوگوں سے کہدو کہ اگر دسترخوان نازل ہونے پر بھی تم ایمان نہ لائے تو تم پر ایسا عذاب بھیجونگا جس کی نظیر دنیا میں موجود نہیں۔اور دوسری جگہ فرمایا:۔ومانرسل بالآیات الاتخویفا،،۔یعنی اس قسم کے معجزات اقتراحیہ میں خوف ہلاکت مضمر ہوتا ہے کیونکہ ایمان نہ لانے پر نزول عذاب لازم ہوجاتا ہے سو چونکہ خداوندکریم اپنی رحمت واسعہ سے اس قسم کی ہلاکت کو پسند نہیں فرماتا اس لئے ایسے اقتراحیہ معجزات عموماً کفار کی استدعا پر ظہور پذیر نہیں ہوا کرتے۔کوئی بیوقوف جاہل اگر مذکورہ بالا آیت سے یہ ثابت کرنا چاہے کہ معجزہ کا صدور مطلقاً انبیاء علیہم السلام سے نہیں ہوا تو یہ سراسر اس کی جہالت ہے اور آیات قرآنیہ میں تحریف۔

اور لطف یہ ہے کہ خود سید صاحب نے جو دوسری آیت (ومامنعنا......الخ) لکھی ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وقوع معجزہ ایک امر معمول ہے جو بمشیت الٰہی انبیاء علیہم السلام کے ہاتھ پر جاری ہوا کرتا ہے مگر خدا فرماتا ہے کہ ہم تو ان کفار کی استدعا پر صرف اس لئے معجزہ ظاہر نہیں کرتے کہ یہ لوگ ہٹ دھرمی سے دیکھ کر بھی انکار کردینے کے عادی ہیں اس لئے کوئی نتیجہ مفیدہ ظہورِ معجزاتِ اقتراحیہ پر ان منکرین کے لئے مترتب نہیں ہوگا۔امام فخرالدین رازی نے اس تقریر کو نہایت عمدگی کے ساتھ قلمبند کیا ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔وہ لکھتے ہیں کہ آیہ ’’سبحان ربی ھل کنت الابشرا رسولا،،۔وہ جواب ہے جو کفار منکرین کو جناب پیغمبر خدا ﷺ کی طرف سے دیا گیا ہے اور اس کی تقریر یوں ہے کہ اے

☆وزع الاعمال ولا تجمعھا فی وقت واحد،بل اجعلھا فی فترات وبینھا اوقات للراحۃ ،لیکون عطاؤک جیدا.☆

منکرو! تمہاری مراد ایسے معجزات کی استدعا سے یہ ہے کہ تم ان امور کالانا میری ذات سے طلب کرتے ہو یا یہ چاہتے ہو کہ میں خدا سے ان امور کی طلب کروں تا کہ میرے سچا ہونے پر یہ امور خرق عادت دلیل ہو سکیں۔ پہلی صورت تو باطل ہے کیونکہ میں ایک بشر ہوں اور بشر کو ایسے امور اقتراحیہ میں کچھ دخل نہیں۔ اور دوسری صورت بھی باطل ہے اس لئے کہ تم نے سب سے بڑے معجزہ (قرآن مجید) کی تکذیب کردی ہے۔ پس ان معجزات کی طلب گویا ایک امر غیر ضروری کی طلب ہے جس کی کچھ بھی ضرورت نہیں۔ سو تمہارا سوال ہی سرے سے باطل ہے.........الخ

واضح ہو کہ خود اسی آیت سے یہ بات ظاہر ہے کہ جو کچھ کفار طلب کرتے تھے محض از راہِ طعن وعناد تھا۔ ان کا ارادہ ہرگز یہ نہ تھا کہ ان معجزات کے صدور پر وہ ایمان لے آئینگے۔ کیونکہ اول تو انہوں نے یہ کہا کہ "او ترقی فی السماء"، یعنی آسمان پر چڑھ دکھائے تو ہم ایمان لے آئینگے اور پھر قساوت کا اظہار یوں کیا کہ "لن نؤمن لرقیک حتی تنزل علینا کتاباً نقرؤہ"۔ یعنی اس تیرے چڑھ جانے پر بھی ہم ایمان نہ لاوینگے جب تک ہم پر کوئی کتاب تو نہ اتار لاویگا۔ ظاہر ہے کہ خود چڑھ جانا آسمان پر کیا کچھ کم معجزہ ہے پس جب ایسے معجزہ پر بھی ان کا ایمان لانے کا ارادہ نہ تھا تو صرف ظاہر ہے کہ ان کا ارادہ کسی طرح پر بھی ایمان لانے کا نہ تھا۔ اور یہ اقتراحات وہ محض بطور طعن وعناد کرتے تھے۔

سچ پوچھو تو سید صاحب کو ایک خبط سا ہو گیا تھا۔ پس اسی میں آپ کی عمر صرف ہوگئی اور ہمیشہ فہم معانی قرآن مجید میں اپنی کم لیاقتی سے یا جان بوجھ کر اخفائے حق کرتے رہے۔ دیکھو ایک دوسری جگہ پر حضور علیہ السلام سے وقوع معجزات کی کیسی مضبوط دلیل بطورِ نص صریح موجود ہے۔ سید صاحب قبر سے اٹھیں اور اس کا جواب دیں یا کسی ہم مشرب نیچری کو[۲] رؤیا ہی میں فہمائش کریں کہ وہ ان اعتراضات کا جواب دے کر انہیں سرخرو کردے:۔

قال اللہ تعالی "ونقلب[۳] افئدتھم وابصارھم کمالم یؤمنوا بہ اول مرۃ.........الخ اس آیت میں لفظ "اول مرۃ"، (پہلی دفعہ) سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ حضور علیہ السلام سے کفار کی اس استدعا سے پہلے انہوں نے معجزات دیکھے اور ایمان نہ لائے۔ اب بتلایئے سید صاحب اس پھندے سے کیونکر چھوٹ سکیں گے؟

سید صاحب کا مذکورہ بالا آیت سے نفی معجزات پر استدلال کرنا اس وقت صحیح ہوتا جبکہ علمائے اسلام نے مفہوم رسالت میں یہ شرط قائم کی ہوتی کہ منکر کی استدعا پر معجزہ کا دکھلانا بھی ضروری ہوتا ہے مگر ایسا کسی نے نہیں کیا۔ بلکہ معجزہ کو مفہوم رسالت سے خارج رکھا ہے اور اسی لئے وہ دلیل ہے کیونکہ ہر آئینہ دلیل کو اپنے مدلول کا غیر ہونا ضروری ہے۔ اگر معجزہ رسالت کا جزء ہوتا تو[۴] اِثبات الشئی لنفسہ لازم آتا اور یہ باطل

☆انظر الی من ھو دونک فی الجسم والصورۃ والمال والبیت والوظیفۃ والذریۃ ،لتعلم انک فوق الوف الناس.☆

ہے۔ یہ نتیجہ ہے اس امر کا کہ سید صاحب علم اصول سے ناواقف تھے ان کے ہاں ملحدان یورپ کی چند باتیں معیار سمجھی گئی ہیں انہیں پر آیات قرآنیہ کو پرکھنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جابجا ٹھوکریں کھاتے چلے گئے۔

بخیال سید صاحب قاضی ابن رشد اندلسی معجزہ کو دلیل نبوت قرار نہیں دیتے۔ اور صرف قرآن ہی کو مثبت نبوت قرار دیتے ہیں کیونکہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر معجزہ مثبت نبوت ہو تو چونکہ نبوت کا ثبوت معجزہ پر منحصر ہے اور معجزہ تب صحیح مانا جائیگا جبکہ پہلے نبوت کو تسلیم کر لیں تو گویا توقف الشیٔ علی نفسہ لازم آئیگا اور تعجب ہے کہ اگر ان کے خیال کے مطابق ان سے یوں کہا جائے کہ قرآن تو بذریعہ نقل تواتر ہم تک پہنچا ہے اور اس کا دلیل ہونا موقوف ہے ثبوت نبوت پر اگر ثبوت نبوت قرآن پر موقوف ہوگا تو توقف الشیٔ علی نفسہ (ایک چیز کا اپنی ہی ذات پر موقوف ہونا جو باطل ہے) لازم آئیگا تو گویا سید صاحب کو بخیال قاضی صاحب جس بات سے بھاگے تھے اس سے زیادہ ایک کڑی بات کا سامنا کرنا پڑا۔ ''فر سن ۵۔ المطر وقف تحت المیزاب''۔ مگر ہم تو کہتے ہیں کہ یہ تقریر کہ معجزہ دلیل نبوت ہے اور نبوت دلیل معجزہ اس لئے توقف الشیٔ علی نفسہ یا دور لازم آئیگا بالکل باطل ہے کیونکہ یہ قباحت اس وقت لازم آتی جبکہ ہم نبوت کو دلیل معجزہ تسلیم کرتے بلکہ ہم تو صرف معجزہ کو دلیل نبوت گردانتے ہیں۔ یعنی یہ مانتے ہیں کہ چونکہ خرق عادت کا ظہور دعوی نبوت کے ساتھ ظہور میں آیا ہے اس لئے مدعی اس دعوی کا نبی ہے گویا معجزہ دعوی نبوت کی تصدیق کرتا ہے مگر یہ نہیں مانتے کہ چونکہ یہ شخص نبی ہے اس لئے اس سے معجزہ صادر ہوا ہے۔ کیونکہ معجزہ امر خرق عادت کا نام ہے اور خرق عادت بالاتفاق جمہور علمائے اسلام اولیاء اللہ سے بھی صادر ہوتا ہے پس ایک چیز کا ثبوت اپنی ذات پر موقوف ہونا یعنی توقف الشیٔ علی نفسہ لازم نہیں آتا۔ سید صاحب کے استدلال میں یہ غلطی ہے کہ وہ اپنے زعم میں یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ بخیال علمائے اسلام امر خرق عادت صرف نبی ہی سے وقوع میں آتا ہے اس لئے نبوت دلیل معجزہ ہے حالانکہ معجزہ نبوت اور ولایت کے لئے لازم نہیں۔ اور یہ اعتراض کہ اگر خرق عادت انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ ہر دو سے وقوع پذیر ہو سکتا ہے تو پھر نبی اور ولی میں فرق کیا ہوگا کیونکہ پھر تو ولی کو بھی نبی کہہ سکتے ہیں؟ اس سوال کا جواب کافی وشافی انشاء اللہ ابھی دیا جائیگا۔ بہرصورت مذکورہ بالا آیات سے سید صاحب کی غلطی استدلال کا بفضلہ تعالی پورے طور پر تار و پود کھول کر دکھایا گیا ہے۔ مگر انصاف شرط ہے۔

خرقِ عادات انبیاء واولیاء میں کیا فرق ہے؟

میں نے گذشتہ صفحات میں معجزہ کی حقیقت پر مفصل بحث کی ہے اور اس کے امکان کو دلائل عقلیہ اور نقلیہ دونوں سے پایہ ثبوت تک پہنچا دیا ہے اور مجھے یقین کامل ہے کہ جس شخص کو خدا نے حق پرستی کی ٹوہ لگا دی

☆تیقن ان کل من تعاملهم من اخ وابن وزوجة،قریب وصدیق ،لایخلو من عیب،فوطن نفسک علی تقبل الجمیع .☆

ہے وہ کبھی وقوعِ خرق عادت سے انکار نہیں کریگا۔ درحقیقت کسی مضمون کو بالاستیعاب پڑھنے سے صحیح رائے حاصل کی جاتی ہے۔ نامکمل مضمون کو پڑھنا کسی صحیح رائے کا معیار نہیں ہوسکتا۔

واضح ہو کہ جوخرق عادات انبیاء علیہم السلام کے ہاتھ پر جاری ہوا کرتے ہیں ان کو معجزہ اور جوخرق عادات اولیاء کرام کے ہاتھوں پر جاری ہوں انہیں کرامت کے لفظ سے تعبیر کردیا کرتے ہیں۔ یہ ہردو اصطلاحیں زمانہ نبوت کے بعد کی ہیں کیونکہ زمانہ نبوت میں یہ اصطلاح صرف لفظ آیت میں محدود تھی جس پر میں نے بحث کردی ہے۔ بعض نااہلوں نے انکار خرق عادات میں یہ بھی ایک لغو دلیل پیش کی ہے کہ لفظ معجزہ وکرامت کا استعمال زمانہ نبوت میں نہیں تھا اس لئے خرق عادات کوئی شے نہیں مگر ایک سمجھ دار بخوبی جانتا ہے کہ دنیا میں کوئی علم جب باضابطہ کتب میں مدون ہوا کرتا ہے تو اظہار خیالات اور سہولت بیان کے لئے اصطلاحات وضع کی جاتی ہیں مگر اس میں یہ لازم نہیں آتا کہ قبل از وضع اصطلاح ان امور کی حقیقت ہی معدوم تھی۔ علوم شرائع کو چھوڑ کر تمام علوم کا یہی حال ہے کہ باضابطہ تدوین کے وقت اصطلاحات وضع کی جاتی ہیں اسی طرح لفظ معجزہ وکرامت بھی علم کلام کی تدوین پر بغرض امتیاز وضع کئے گئے۔ عربی علم اصول کے جاننے والے اس مشہور جملہ کو جانتے ہیں ''لا مناقشة فی الاصطلاح ،،

انبیاء اور اولیائے کرام کے خرق عادات میں بعض متکلمین نے کئی طرح فرق ظاہر کیا ہے مگر ان سب میں معتمد علیہ مابہ الامتیاز صرف یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے خرق عادات کے ساتھ تحدی ہوتی ہے برخلاف اولیائے کرام کے کہ اس میں تحدی نہیں ہوتی۔ اس کو واضح الفاظ میں یوں بیان کرسکتے ہیں کہ اگر خرق عادات کسی شخص کے ہاتھ پر مع دعوی نبوت جاری ہوں اور مدعی نبوت اس خرق عادات کو اپنے خصم کے سامنے یوں بطور حجت پیش کرے کہ وہ یعنی خصم کسی زمانہ میں ہرگز اس خرق عادات کا مقابلہ نہیں کرسکے گا بلکہ وہ یقیناً عاجز رہیگا تو ایسا امر خرق عادت معجزہ کہلائیگا اور اس طرح پیش کرنے کا نام تحدی ہے۔ کرامت اولیاء میں تحدی نہیں ہوتی۔ بلکہ کرامت محض اللہ تبارک وتعالی کی طرف سے صاحب کرامت کے متقرب الی اللہ ہونے کی دلیل ہے اور بطور اظہار اس عزت کے جو بارگاہ رب العزت میں ایسے شخص کو حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے لوگوں کی نظروں میں عادۃ اللہ کے مطابق جاری ہوتا ہے اور اس وقوع خرق عادت کی علت وہی ہے جو پہلے ہم نے معجزہ کے لئے ثابت کردی ہے۔ بعض لوگوں نے کرامت اولیاء کا انکار کیا ہے اور معجزہ کا اقرار۔ اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ مابہ الامتیاز ہردو میں کوئی نظر نہیں آتا۔ اور اگر خرق عادات کو غیر انبیاء یعنی اولیاء کے لئے بھی تسلیم کیا جائے تو معجزہ دلیل نبوت نہیں رہیگا مگر افسوس کہ انہوں نے تحدی یعنی مابہ الامتیاز کو بالکل نظر انداز کردیا ہے کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ جو ولی کامل ہو اور اخلاص وتوحید وصدق وصفا ودیگر تمام مراتب کمالات انسانی کو طے کرچکا ہو بصورت نبی

نہ ہونے کے دعوی نبوت کر کے خرق عادات کا مالک بھی تسلیم کیا جائے۔آج تک کسی ولی کامل صاحب کرامت نے دعوی نبوت نہیں کیا۔اوراگرکوئی جھوٹا مدعی اٹھا ہے تو اسے خرق عادت نصیب نہیں ہوا۔ منکرکو چاہئے کہ کوئی ایسی نظیر پیش کرے کہ کوئی ولی کامل صاحب خرق عادت بھی ہوا ہواور وہ مدعی نبوت بھی ہوا ہو۔میں دعوی سے کہ سکتا ہوں کہ ایسا ہونا محالات عقلیہ میں سے ہے۔خدا کے مقررہ قوانین میں ہرگز تغیر نہیں ہوسکتا اوراس باب میں قانون الٰہی یہی ہے کہ کاذب کے ہاتھ پر کبھی کوئی خرق عادات ظاہر نہیں ہوتا۔عارف کامل شیخ علی ہجویری قدس سرہ نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں اس مسئلہ پر نہایت لطیف بحث کی ہے۔جس کی تشریح حسب ذیل ہے۔فرماتے ہیں کہ معجزہ کے لئے شرط ہے کہ وہ دعوی نبوت کے ساتھ صادر ہواور کرامت کے لئے یہ شرط نہیں۔ولی ولی ہوتا ہے اور نبی نبی۔اورصرف خرق عادت ہی ہر دو میں وجہ امتیاز نہیں بلکہ دیگر بہت سے امور کے رو سے ہر دو میں نمایاں فرق ہوتا ہے کیونکہ یہ مسلم ہے کہ خرق عادت نبی کے لئے اس امر کی علت نہیں ہوسکتا کہ وہ نبی کسی دوسرے نبی سے زیادہ صاحب فضیلت سمجھا جائے بلکہ حق فضیلت جامعیت شریعت اورطے مدارج قرب پرموقوف ہے۔معجزات کی کمیت وکیفیت کوملحوظ نہیں رکھا جاتا کیونکہ کئی ایک انبیاء ایسے بھی ہوئے ہیں کہ ان کے خرق عادات بعض دیگر انبیاء سے بہت کم تھے مگر مراتب قرب میں انہیں بہتوں پر فضیلت تھی۔اسی طرح ولی کے خرق عادات سے وہ ولی نبی کے ساتھ کبھی برابر نہیں ہوسکتا اور ولی کا مدعی نبوت ہونا محال امر ہے کیونکہ ولایت کے لئے صدق مقال شرط ہے اور کاذب ولی نہیں ہوسکتا اوراگر ولی مدعی نبوت ہوگا تو اس کا مدعی ہونا نبوت کی تکذیب سمجھا جائیگا۔اور یہ صریح کفر ہے اور تکذیب نبوت کیوجہ یہ ہے کہ ولی کی کرامت نبی کی حجت کے لئے موید ہوا کرتی ہے کیونکہ نبی جس طرح معجزہ سے اثبات نبوت کرتا ہے اسی طرح ولی کرامت سے جہاں ولایت کی تصدیق کرتا ہے۔نبوت نبی کا بھی اثبات کرتا ہے۔گویا ولی صادق اپنی کرامت سے اس بات کی تائید کرتا ہے۔جس کی تائید نبی نے اپنے معجزہ سے کی تھی۔یہی وجہ ہے کہ محققین نے کرامت ولی کو عین معجزہ نبی قرار دیا ہے۔کیونکہ کرامت ولی کے ظہور پر ایک ایماندار کو نبی کی صداقت کی دلیل ہاتھ آجاتی ہے اوراس کے لئے موجب تقویت ایمان ہوتی ہے۔وجہ اس کی یہ ہے کہ جس طرح علوم شرائع کے عالمین ظاہر احکام شریعت کے جاننے سے انبیاء نہیں ہوسکتے اسی طرح کوئی ولی کامل صاحب کرامت ہونے سے نبی نہیں بن سکتا گویا انبیاء علیہم السلام کی وراثت ظاہری وباطنی کے مالکان انبیا کی تصدیق نبوت کرتے ہیں اوران بزرگوں کی پیش کردہ حجت عین نبی کی حجت سمجھی جاتی ہے۔

اس تقریر کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ معجزہ کے لئے شرط ہے کہ نبی اس کو منکرین کے سامنے بطور حجت پیش کرے۔اور کرامت کے لئے شرط یہ ہے۔کہ ولی حتی الوسع اس کو مخفی رکھے کیونکہ معجزہ کا نتیجہ معجزہ دیکھنے

☆ایاک وتجریح الاشخاص والھیئات ،وکن سلیم اللسان،طیب الکلام ،عذب الالفاظ ،مامون الجانب ☆

والوں کے حق میں مفید پڑتا ہے۔اور کرامت چونکہ حجت علی الغیر نہیں ہوتی اس لئے اس کا فائدہ عموماً اس کی ذات تک محدود رہتا ہے ۔یہی وجہ ہے کہ اکثر اولیاء اللہ ہمیشہ اخفا کرتے رہے۔ کیونکہ عوام الناس کا قاعدہ ہے کہ اس قسم کے خرق عادات کی طرف اصل غرض کو چھوڑ کر زیادہ متوجہ ہوجاتے ہیں۔اور حقیقت ولایت کو نہیں سمجھتے ۔علاوہ ازیں نبی کو قبل از وقوع معجزہ وقوع کی نسبت پتہ دیا جاتا ہے۔اور ولی کے لئے ضروری نہیں ولی تابع احکام نبی ہوتا ہے اور اپنی طرف سے کوئی کسی قسم کا تصرف شرعی نہیں کرسکتا۔ برخلاف نبی کے حسب تعلیم وحی شرائع ودیانات کے احکام میں تبدیلی وتنسیخ اور ہر ایک قسم کا تصرف کرتا ہے۔ولایت کا درجہ ہر حالت میں نبوت سے کمتر ہے۔اور اس لئے مدارج فضیلت میں بھی ہر دو متفاوت ہوتے ہیں۔ولی صرف تعلیم نبی کی تجدید وتبلیغ کا فرض ادا کرتا ہے۔ نبی اور ولی کی امثال بعینہ ایسی ہے ۔جیسے کہ ایک بادشاہ کے دو ملازم ایک تو منصب اعلیٰ پر کام کرتا ہو اور دوسرا پہلے کی زیر نگرانی ولی کامل بروجہ کمال متبع شریعت نبی ہوتا ہے ۔اگر اس کے معتقدات مخالف کتاب وسنت ہوں تو مردود ہے اور جھوٹا۔کرامت محض اللہ کی موہبت کا نام ہے جس میں اکتساب کو کسی قسم کا دخل نہیں اس لئے بعض ظاہر بین لوگوں کا یہ اعتراض بالکل لغو ہے۔کہ خدا کسی کے لئے اپنے قانون کو نہیں بدلتا۔ کیونکہ ہم بھی یہی مانتے ہیں کہ خدا کسی کے لئے اپنے قانون کو نہیں بدلتا۔مگر گفتگو یہ ہے کہ ہمارا تو دعوی ہی یہی ہے کہ خرق عادت بھی قانون الٰہی ہے جو صرف انبیاء واولیاء سے ظاہر ہوتا ہے۔اور وہ کبھی نہیں بدلتا رہا یہ امر کہ اس کے اسباب کیا ہیں۔سو جب تک مدعی اس امر کو پایہ ثبوت تک نہ پہنچائے کہ اس بات کے اسباب صرف ہمارے تجربہ اور مشاہدہ تک ہی محدود ہیں تب تک وہ خرق عادات کے اسباب مخفیہ کی نفی نہیں کرسکتا۔ جب یہ حال ہے تو زیادہ سے زیادہ مدعی یہ کہ سکتا ہے کہ ہمیں ان اسباب ضرور یہ کا علم نہیں۔سو نہ ہو اس سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔اسی نکتہ کو فخر المتاخرین محدث دہلوی قدس سرہ نے اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں یوں بیان کیا ہے۔٦؎ ولكن ضاق نطاق المعقول عنها بزعم قوم فانكروها او اولوها وقال قوم امنا بذلك وان لم ندر حقيقته ولم يشهد به المعقول عندنا ونحن نقول آمنا بذلك كله على بينة من ربنا وشهد له المعقول عندنا.

سید صاحب کی ایک فاش غلطی حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کے متعلق:

سید صاحب نے اپنی تفسیر جلد اول میں انکار معجزات کے ضمن میں ایک جگہ حضرت شاہ صاحب کی نسبت ایک اتہام کردیا کہ وہ بھی کرامات اولیاء کا انکار کرتے ہیں اور لطف یہ کہ عبارت نقل نہیں کی صرف خطوط ہلالی میں یہ لفظ لکھ دیئے کہ ’’اسی خیال پر شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی حجۃ اللہ البالغہ میں کرامات اولیاء سے

انکار کیا ہے۔مگر میں بطور رفع اتہام ناظرین کی توجہ ذیل کی عبارت کی طرف مبذول کرتا ہوں جس کا آغاز یوں ہوا ہے۔من هذا القسم سوال القبر ووزن الاعمال والمرور علی الصراط والروية وکرامات الاولیاء ۔یعنی وہ باتیں جو قرآن واحادیث کی رو سے صحابہ اور تابعین میں بلا کسی قسم کے اختلاف کے تسلیم کی گئی ہیں سوال قبر اور اعمال کا تولنا اور پل صراط پر گذرنا اور اللہ تعالیٰ کا دیکھنا اور اولیاء اللہ کی کرامات ہیں۔اب بتلایئے حضرت شاہ صاحب کرامات اولیاء کا انکار کرتے ہیں یا اقرار؟ پھر دوسری جگہ خرق عادات انبیاء علیہم السلام کے ذیل میں فرماتے ہیں وکذلک لاولیاء الامه یعنی اولیاء اللہ کو بھی ایسے حالات دیئے جاتے ہیں۔میں تو نہیں کہتا کہ سید صاحب نے از راہ ناواقفی ایسا کیا ہے یا عمداً مگر ایک مخالف جو سوئے ظن کرنے کا حق رکھتا ہے سید صاحب کو الزام تہمت سے ہرگز بری نہیں سمجھ سکتا۔یہ اتہام بھی اسی قسم کا ہے جو سید صاحب نے اپنی زندگی میں مولوی علی بخش خان مرحوم کے سامنے صحیح مسلم پر باندھ دیا تھا۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے متعلق سید صاحب کا ایک غلط خیال

سید صاحب نے شیخ اکبر کے متعلق بھی ایک ایسی ہی غلطی کی ہے آپ لکھتے ہیں کہ شیخ اکبر کی تفسیر تاویلات رکیکہ اور بعید از قیاس باتوں سے پر ہے مگر میں کہتا ہوں کہ غلط ہے۔شیخ اکبر نے کہیں ظاہر امور سے انکار نہیں کیا۔بات یہ ہے کہ اہل تصوف ظاہر کو قائم رکھ کر ایک اور اعتبار پیدا کیا کرتے ہیں جو کسی ظاہر شریعت کے منافی نہیں ہوتا۔موسیٰ علیہ السلام کا بموجب فرمان خداوندی عصا کا زمین پر پھینک دینا ایک امر واقع ہے جس کو سب اہل اسلام تسلیم کرتے ہیں اور اہل تصوف بھی اس کا انکار نہیں کرتے ۔مگر وہ ایک اعتبار یہاں سے یہ بھی اخذ کر لیتے ہیں کہ عصا انسان کے لئے ایک قسم کا سہارا ہوتا ہے۔گویا عصا کے پھینک دینے سے اس امر کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ غیر اللہ پر بھروسہ چھوڑ دو۔مگر چونکہ یہ معنی ظاہر شریعت کے ہرگز منافی نہیں اور نیز اصل واقع کی اصلیت سے بھی انکار نہیں کیا گیا۔اس لئے یہ اتہام بالکل بیجا ہے۔کہ شیخ اکبر کی تفسیر میں تاویلات رکیکہ بھر رکھی ہیں ۔اور با این ہمہ وہ لوگ ان اعتبارات کو نہ تو قطعی سمجھتے ہیں نہ حجت برخلاف آپ کے کہ تمام ظواہر آیات کا انکار ہی کر دیا۔اور الفاظ کو کہاں سے کہاں تک لے گئے ۔ لیجئے بنظر مزید اطمینان شیخ اکبر کے مذہب کی تائید انہیں کی تفسیر سے کیجاتی ہے۔آیہ وهذه ناقة الله لكم آیہ کی ذیل میں اعتباری معنی کو بیان کر کے لکھتے ہیں کہ هذا هو التاويل مع ان الاقرار بظاهرها واجب فان ظهور المعجزات وخوارق العادات حق لاننكر شيئا منها ۔یعنی یہ تو ہماری تاویل ہے۔مگر با این ہمہ ہم ظاہر پر ایمان لانا واجب جانتے ہیں کیونکہ معجزات

اور خوارق عادت امور کا ظہور حق ہے۔ جس میں کسی قسم کا شک نہیں اور ہم ان میں سے کسی ایک کا بھی انکار نہیں کرتے۔

ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ شیخ اکبر کا ہرگز منشا یہ نہیں کہ ظاہر آیات سے انکار کیا جائے یہ صرف آپ کی بناوٹ ہے اور اپنی تائید میں بعض ناواقفوں کو اپنا ہم خیال بنانا۔

علم مسمریزم اور شعبدہ بازی وغیرہ امور کا بظاہر خرق عادت سے مشابہ ہونا:

دنیا میں کئی ایسے امور ہیں جن کی اصلیت بظاہر ایک ہی معلوم ہوتی ہے مگر عندالتحقیق وہ بالکل مختلف الحقیقت ثابت ہوتے ہیں۔ بعض کوتاہ نظروں نے انبیاء اور اولیاء کے خرق عادات کو بھی ایک قسم کی دھوکا بازی یا ڈھٹ بندی سمجھا ہے۔ اور جنہوں نے ذرہ مہذبانہ انکار کرنا چاہا ہے انہوں نے یوں بک دیا ہے کہ نفس انسانی میں ایک قسم کی طاقت ہوتی ہے کہ وہ اشیاء پر ایسا اثر پیدا کرے۔ یہی خیال فلاسفہ قدیم کا در بارہ معجزہ تھا۔ اور یہی عمل مسمریزم کے ماننے والے تسلیم کرتے ہیں۔ مگر یہ سب بکواسیں ہیں۔ انبیاء اولیاء کے خرق عادات ان میں سے کسی ایک صورت میں بھی داخل نہیں۔ بلکہ یہ محض موہبت الٰہی ہے۔ جو بذریعہ اسباب ملکیہ انبیاء اور اولیاء پر ظاہر کی جاتی ہے۔ یہی اعتقاد حق ہے۔ اور اس کے برخلاف زندقہ والحاد۔

اس قسم کے امور جو محض دھوکہ بازی اور علم تاثیر نفس پر مبنی ہوتے ہیں اور وہ امور جو اللہ تبارک تعالی کی طرف سے بطور حجت دیئے جاتے ہیں گو باہم مشابہ ہوں مگر ان میں زمین وآسمان کا فرق ہوتا ہے۔ ایسے اعمال والے لوگ بمقابلہ نبی وولی کبھی اپنا عمل جاری نہیں کر سکتے۔ کیا ساحران فرعون کا قصہ قرآن مجید میں مذکور نہیں؟ کہ بالآخر انہوں نے کیونکر اپنے عجز کا اقرار کیا۔ ایسے لوگ اعمال واعتقاد میں بالکل ناپاک ہوتے ہیں حالانکہ نبی یا ولی لاکھوں اور کروڑوں کو سرچشمہ ہدایت سے سیراب کر سکتا ہے اور اس کے قول وفعل میں ایک غیر معمولی صداقت کی چمک نظر آتی ہے۔ مگر عامل یا ساحر یا مسمریزم والا ان باتوں میں سے کسی ایک بات کی بھی قدرت نہیں رکھتا۔ ایسے لوگوں کو تعلیم حقہ سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہو سکتا اور وہ پہلے پہل ایک قسم کی مشق کے عادی ہوتے ہیں بعد ازاں کچھ عمل بالید بھی کرتے ہیں اور دوسرے اشخاص پر اپنی توجہ کا اثر ڈال کر ان سے کچھ استفسار کرتے ہیں مگر یہ سب باتیں منافی نبوت وولایت ہوتی ہیں جنہیں حقیقت سے کچھ سروکار نہیں۔ تائید رحمان وتائید شیطان میں کچھ فرق کرنا چاہئے۔

الغرض اور بھی بہت سے وجوہ امتیاز ہیں جو ہر دو کی حقیقت پر غور کرنے سے معلوم ہو سکتے ہیں کیونکہ نبوت وولایت کا منبع متبع ذات باری ہے اور عمل مسمریزم اور سحر وغیرہ کا منشا شیطان خبیث کے زیر اثر ہونے کا نتیجہ ہے پہلا مبنی بر رحمت اور دوسرا مبنی بر لعنت پانی بظاہر ایک ہی شکل رکھتا ہے۔ مگر بعض کنووں کا پانی تلخ

ہوتا ہے۔اور بعض کا شیریں۔لیکن قوۃ ذائقہ تمیز کرسکتی ہے اور جس شخص کی قوۃ ذائقہ میں فرق آ گیا ہو وہ شیریں کو بھی تلخ کہنے لگے گا۔

وکم من عائب قولاً صحیحاً　وآفته من الفهم السقیم

حواشی

۱۔اور وہ اللہ کے نام پر مضبوط قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر انہیں کوئی نشان (معجزہ) ملا تو ضرور ہی اس پر ایمان لے آئینگے۔۱۲منہ

۲۔مگر افسوس کہ سید صاحب رؤیائے صادقہ کا بھی انکار کرتے ہیں۔۱۲منہ

۳۔ہم ان کے دلوں اور نگاہوں کو پلٹ دینگے (اور وہ ایمان نہیں لائینگے) جس طرح کہ وہ قبل ازیں پہلی دفعہ دیکھ کر ایمان نہیں لائے۱۲منہ۔

۴۔یعنی ایک چیز خود اپنی ذات کو آپ ثابت کرتی ہے۱۲منہ

۵۔بارش سے بھاگا اور پرنالہ کے نیچے جا کھڑا ہوا۱۲منہ

۶۔لیکن معجزہ اور کرامت اور دیگر امور عالم برزخ بگمان اہل فلسفہ خلاف عقل ہیں اس لئے یا تو وہ بالکل منکر ہیں یا تاویل کرتے ہیں۔اور ایک فرقہ یہ کہتا ہے کہ ہمارا ان چیزوں پر ایمان ہے۔اور خدا کی طرف سے اس پر دلیل رکھتے ہیں اور جس عقل کے ہم مالک ہیں اس کی میزان میں یہ امور بالکل صحیح اور درست ہیں۔۱۲منہ

۷۔سید صاحب نے ایک رسالہ فلاحی کے مضمون پر لکھا ہے۔اس میں ایک حدیث مسلم کی نقل کی ہے جس کے کلمات یہ ہیں **جاء ت فاطمه وهي جويرية فطرحت عنه** آئیں فاطمہ حالانکہ وہ لڑکی تھیں پس اتار پھینکا انہوں نے (اس کو) آپ نے کلمات حدیث کو یوں بدلا جاء ت فاطمة وجويرية فطرحت عنه کیونکہ آپ کا دعوی اس صورت میں ثابت ہوتا ہے۔جب مولوی صاحب نے الزام تحریف قائم کیا تو آپ نے فرمایا کہ میری صحیح مسلم میں تو یہی لکھا ہے جب صحیح مسلم آپ سے طلب کی گئی تو آپ نے پیش کرنے سے انکار کر دیا اور فعل واحد طرحت کا ترجمہ آپ نے فعل تیثنہ سے کیا ہے۔۱۲منہ

اخی الفاضل......

☆لاتتاثر من القول القبيح ،

والكلام السيئ الذى يقال فيك ،

فانه يؤذى قائله ولا يؤذيك. ☆

☆اکسب الرزق الحلال ،وایاک والحرام ،واجتنب سؤال الناس ،والتجارة خير من الوظيفة ،وضارب بمالک ،واقتصد في المعيشة ☆